نارووال کا فاروق بندیال اور بے خبر عمران خان

تحریر: سہیل احمد لون

کسی بھی مہذب معاشرے میں اخلاقی قدروں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، تاریخ اس چیز کی گواہ ہے کہ کسی بھی طاقتور اور عظیم قوم کی تنزلی کا پہلا قدم اخلاقی پستی ہے۔ برطانیہ، یورپ سمیت دیگر ترقی یافتہ ممالک میں ایک معمولی سیکورٹی گارڈ یا ٹیکسی ڈرائیور کے لائسنس کے حصول کے لیے بھی کم از کم گزشتہ پانچ برس کا کردار دیکھا جاتا ہے جس کے لیے کریمنل ریکارڈ چیک کرنے کے لیے مخصوص ادارے بنے ہوتے ہیں۔ ٹیکسی ڈرائیور، سیکورٹی گارڈ، وکیل، ڈاکٹر، استاد سمیت دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ اگر پیشہ وارانہ زندگی میں کسی بڑے جرم میں ملوث پائے جائیں تو ان پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے جس کے بعد جرم کی نوعیت کے حساب سے سزا یا جرمانہ ہوتا ہے اور ان سے لائسنس بھی واپس لے لیے جاتے ہیں۔ جہاں تک سیاستدانوں کا تعلق ہے تو ان کے لیے بھی اسی طرح کا سکیننگ سسٹم ہوتا ہے۔ برطانیہ کے حالیہ بلدیاتی انتخابات میں لیبر پارٹی کی ٹکٹ سے جیتنے والی خاتون کونسلر لیلی بٹ کو تحقیقات کا سامنا ہے اور لیبر پارٹی نے اسکی رکنیت بھی معطل کر دی ہے کیونکہ اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے کاغذات نامزدگی کے ساتھ اپنے خاوند کا ایک مکان جو اس نے کرائے پر دے رکھا تھا ڈیکلیئر نہیں کیا تھا۔ برطانیہ میں اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جب اخلاقی قدروں پر کسی کا سیاسی باب ہی بند ہو جائے، برطانیہ کے سابقہ وزیر اعظم گورڈن براؤن کا سیاسی کیریئر انتخابی مہم کے دوران ایک بوڑھی عورت کو Bigoted woman کہنے (یہ الفاظ انہوں نے کار میں سوار ہوتے ہوئے بڑبڑائے تھے جو بدقسمتی سے ایک صحافی کے مائک نے ریکارڈ کر لیے) پر اختتام پریز ہو گیا۔

پاکستان میں ان دنوں انتخابی مہم کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے، سیاسی جماعتیں اپنے منشور اور اپنے امیدوار سامنے لانے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ جمہوری ممالک میں عمومی طور پر دو بڑی سیاسی جماعتوں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے مگر عمران خان جس میدان میں بھی گیا ہے اس نے کچھ نیا تجربہ کرکے کوئی ناممکن حد تک مشکل کام کو پایا تکمیل تک کرکے ضرور دکھایا ہے۔ سیاست میں تیسری بڑی پارٹی متعارف کروائی اور اگر وہ حکومت بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو یہ بھی ایک ناممکن حد تک مشکل کام ہوگا۔ عمران خان گزشتہ انتخابات میں بھی جیتنے کے لیے بہت پرامید تھے مگر نتائج بالکل برعکس نکلے۔ انتخابی دھاندلی کا رونا اپنی جگہ مگر اس بات کا اعتراف تحریک انصاف کے چیئرمین نے کھلے دل سے کیا تھا امیدواروں کو ٹکٹیں دینے میں انکی پارٹی سے غلطی ہوئی۔ اسکے بعد انہوں نے اس بات کی یقین دہانی کروائی تھی کہ آئندہ انتخابات میں ٹکٹوں کی تقسیم وہ اپنی نگرانی میں کروائیں گے۔ پانامہ میں میاں صاحب کے نااہل ہونے کے بعد نون لیگ کے لیے سیاسی میدان میں مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا جس کے نتیجے میں تحریک انصاف کی مقبولیت میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا، اب حالات یہ ہیں کہ تحریک انصاف میں دوسری سیاسی جماعتوں کے Electables کی ایک کثیر تعداد جمع ہو چکی ہے۔ دیگر سیاسی جماعتیں کیا کر رہی ہیں کسی ٹکٹ دے رہی ہیں میڈیا اور سوشل میڈیا کو اتنا attract نہیں کرتا مگر جس کا کتا بھی ہیڈ لائن بنے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس پارٹی میں

شامل ہونے والے سیاستدانوں اور ٹکٹوں کی تقسیم کا معاملہ زیر بحث نہ ہو۔ عامر لیاقت ہو یا فاروق بندیال وہ پہلے کس سیاسی جماعت میں تھے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا گیا مگر اس بات کا چرچا خوب رہا کہ انہوں نے ماضی میں کیا غیر اخلاقی حرکات کیں، فاروق بندیال اور کھوسہ کو تو تحریک انصاف کا دوپٹہ پہنا کر چند گھنٹوں بعد عوامی ردعمل کی وجہ سے اتار دیا گیا جو ایک اچھا جمہوری عمل تھا مگر جگ ہنسائی کا موقع دینے سے پہلے اگر انکے پروفائل کی تحقیق کر لی جاتی تو شاید پنجاب کے نگران وزیر اعلی کے نام کی طرح یہاں بھی یوٹرن لینے کی نوبت نہ آتی۔

نارووال کے حلقہ پی پی 50 میں تحریک انصاف نے سجاد مہیس کو ٹکٹ دی ہے اور محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہاں بھی امیدوار کے بارے میں مکمل تحقیق نہیں کی گئی۔ اس مرتبہ ٹکٹوں کی تقسیم میں ہر حلقے سے تین بہترین امیدواروں کو شارٹ لسٹ کر کے چیئرمین تک نام پہنچائے جاتے ہیں، کس امیدوار کو ٹکٹ دینی ہے اس کا اختیار چیئرمین نے اپنے پاس رکھا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان امیدواروں کا کریمینل ریکارڈ چیک کیا جاتا ہے؟ عمران خان نے کافی عرصہ برطانیہ میں گزارا ہے اور چوہدری محمد سرور تو برطانوی پارلیمنٹ میں ممبر بھی رہے ہیں، کیا وہاں کسی امیدوار کو کریمینل ریکارڈ کے ساتھ پارٹی ٹکٹ دیتی ہے؟ صوبائی اسمبلی کے امیدوار سجاد مہیس کو کیا ٹکٹ صرف اس بنیاد پر دیا گیا ہے کہ وہ اس ابرار الحق کا پسندیدہ آدمی ہے جو اپنے علاقے میں اس بات پر مشکوک ہے کہ وہ رقم بٹور کر امیدواروں کو ٹکٹ دلواتا ہے اور یہ بات تحریک انصاف کے چیئرمین کے نظریہ کے متضاد اور متصادم ہے۔ فاروق بندیال کی طرح جناب سجاد مہیس بھی زنا بالجبر اور قتل جیسے سنگین جرائم میں ملوث ہیں۔ ان کے خلاف تھانہ صدر نارووال میں ایک ایف آئی آر نمبر 120 درج ہے جس کے مطابق سجاد مہیس نے علی آباد کی رہائشی خاتون بشری پروین نے یہ پرچہ درج کروایا تھا کہ سجاد مہیس نے اپنے ساتھیوں سمیت متعدد بار زیادتی کا نشانہ بنایا ہے اور جان سے مارنے کی دھمکیاں بھی دیں ہیں۔ ایف آئی آر کے مطابق بشری پروین کا کہنا تھا کہ سجاد مہیس نے شراب کے نشے میں دھت ہو کر اس کے ساتھ کئی بار جسمانی زیادتی کی۔ 28 جولائی 2007ء کو تھانہ بدوملہی میں درج ہونے والی 302 کی ایف آئی آر میں مدعی سلطان محمود نے مقدمہ درج کروایا ہے جس کے مطابق چوہدری سجاد مہیس نے کوثر محمود کو فائرنگ کر کے قتل کیا، اسکے علاوہ گجر پورہ تھانہ لاہور میں 24 مارچ 2007ء کو چوہدری سجاد مہیس کے خلاف ایک ایف آئی آر درج ہوئی جس کے مقدمہ نمبر 196/7 ب کے مطابق وہ تین بے گناہ افراد کے قتل میں ملوث ہے جن میں ایک خاتون بھی شامل ہے۔ تحریک انصاف کو اس معاملے کی تحقیات کرنی چاہئیں کہ ایسا جرائم پیشہ لوگ کو ٹکٹ دلوانے کے پیچھے کون ہے اور اسکے کیا محرکات ہیں؟ اگر تھوڑی سی تحقیق کی جائے تو پتہ چلے گا کہ سجاد مہیس سابقہ وزیر داخلہ احسن اقبال کا خاص آدمی تھا۔ چند برس قبل سجاد مہیس کے بیٹے نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملکر ایک ریٹائیرڈ جنرل کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا۔ چوہدری سجاد مہیس نے پیسے کے زور پر اپنے بیٹے کو قتل کے مقدمے سے بری کروایا تھا اور آجکل اس کا وہی قاتل بیٹا لندن میں عیش و عشرت کی زندگی گزار رہا ہے۔ اس واقعے پر ایک نجی چینل پر مبشر لقمان نے صحافی عارف حمید بھٹی کے ساتھ مل کر ''کھرا سچ'' پروگرام بھی کیا تھا۔ ابرار الحق اور چوہدری سجاد مہیس نے تحریک انصاف کے لیے اپنے حلقے میں کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابرار الحق کو نون لیگ کے سینئر رہنما احسن اقبال کا خاص بندہ ہی پسند کیوں آیا؟ کیا ابرار الحق کو چوہدری سجاد مہیس کے جرائم کی داستانوں کا علم

نہیں تھا؟ کیا اس کے پیچھے بھی کوئی ڈیل ہے؟ اس سے قبل کہ چوہدری سجاد جیسے کا بھی سوشل میڈیا اور میڈیا ٹرائل شروع ہو اور پھر تحریک انصاف کے چیئرمین ایک اور یوٹرن لیں، اس معاملے کی مکمل تحقیقات کروائیں اور جرائم پیشہ افراد سے اور انکو پارٹی میں لانے والوں سے جان چھڑائیں۔ برائی کو شروع میں دبا دینا چاہیئے ورنہ وہ آپ کی قبر بنا دے گی۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com